ڈاکٹر محمد سلیم خالد

ایک قدیم فارسی فرہنگ
''فرہنگ مفتاح الفضلاء'' میں مستعمل اردو الفاظ کا مطالعہ

''فرہنگ مفتاح الفضلاء''، محمد بن داؤد بن محمود شادی آبادی نے ۸۷۳ھ/۱۴۶۹ء میں مکمل کی۔ اب تک برِ عظیم میں لغت نگاری کی جو روایات قائم ہوگئی تھیں، مذکورہ لغت بھی ان کی عکاسی کرتی ہے۔ الفاظ کی ترتیب میں قدماء کا تتبع کیا گیا ہے۔ الفاظ کی تحقیق کے بارے میں روایتی عدم توجہ پائی جاتی ہے۔ معانی کی وضاحت میں ضرورت سے زیادہ اختصار پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ (تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، تیسری جلد، ص۳۹۲)۔ مفتاح الفضلاء کی ابتدا درج ذیل الفاظ سے ہوتی ہے:۔

> ''حمدِ متوافر و ثناءِ متکاثر مر حضرت مصوری قدیم را کہ تماثیل گل چہرہ نازنیناں بہ تصاویر و صورکم فاحسن صورکم مصور و مرسم گردانید و بشرف کرامت لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم رسانید۔''

ترجمہ: بے حد تعریف اور بے انتہا ثناء اس مصورِ قدیم کے لئے جس نے حسینوں کے چہروں کی اشکال کو قرآنی آیات ''اور تمھیں بہترین صورتوں اور خوب ترین ساخت سے مزین کیا'' کے مصداق تشکیل و ترکیب دیا۔ بعد ازیں رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں چند سطور سپردِ قلم کی گئی ہیں۔ اس کے بعد مؤلف نے اپنے نام و نسب کا ذکر بہ انداز ذیل کیا ہے:۔

> ''اما بعد چنین می گوید بندہ درگاہ کردگار امیدوار برحمت پروردگار الراجی بحضرت الکریم البار محمد بن داؤد بن محمد بن محمود شادیابادی۔''

فرہنگ اور سالِ تالیف کا ذکر اس طرح ملتا ہے:۔

> ''و در سنہ ثلاث سبعین و ثمانمایہ مسودہ مولف گردانید و مفتاح الفضلاء نام نہاد۔''

یعنی ۸۷۳ھ میں فرہنگ تالیف ہوئی اور مفتاح الفضلاء نام رکھا گیا۔ ڈاکٹر شہریار نقوی لکھتے ہیں:۔

> ''مقدمہ کتاب سے منکشف ہوتا ہے کہ مؤلف خود شاعر تھے اور شعر و شاعری سے خصوصی لگاؤ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ شاعرانہ ذوق رکھنے والوں کے لئے اچھے اشعار اور شاعرانہ الفاظ کا سرمایہ بہ صورت لغت پیش کردیں۔ فرہنگ میں حرفِ اوّل کو باب اور آخری حرف کو فصل بنایا گیا ہے۔ تمام کتاب میں ۲۲ ابواب ہیں، الفاظ کا تلفظ واضح کرنے کے لئے اعراب گذاری پر زیادہ توجہ مبذول نہیں کی گئی۔ معانی کے بیان میں بھی اختصار کا وطیرہ اختیار کیا گیا ہے۔ الفاظ کی شرح کے ضمن میں مقامی الفاظ کا

سہارا بھی لیا گیا ہے۔ ۱۸۷ الفاظ کی تصریح میں رنگین تصاویر بنائی گئی ہیں۔'' (تلخیص)
(فرہنگ نویسی فارسی در ہندو پاکستان، ص ۶۱)

راقم الحروف کے خیال میں بعض الفاظ کی تشریح سے متعلق فرہنگ میں پیش کردہ تصاویر بڑی ممدو معاون ہیں مثلاً فارسی لفظ غرم (اردو مترادف ایز کہ) کندہ (اردو مترادف گھوپرہ) وغیرہ کے باب میں یہ تصاویر بڑی مفید ہیں۔ ڈنڈا موہی اور گھوپرہ کے الفاظ کسی اردو لغت میں مرقوم نہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ''مفتاح الفضلاء'' دو حصوں پر مشتمل ہے اس کا پہلا حصہ مفرد الفاظ کے معانی پر محتوی ہے جب کہ دوسرا حصہ ترکیبات واصطلاحات وغیرہ کی تشریح پر مبنی ہے۔ راقم الحروف نے برٹش لائبریری لندن سے جو قلمی نسخہ (نقل) حاصل کیا وہ ۳۰۶ اوراق کا حامل تھا اور صرف پہلے حصے پر حاوی تھا۔

بعد ازاں زیر نظر فرہنگ کا مکمل نسخہ (نقل) کتاب خانہ مجلس شورای ملی تہران سے حاصل کیا گیا لیکن اس خطی نسخے سے مقدمہ کے صفحات غائب ہیں۔ اور اس میں تصاویر بھی نہیں ہیں۔ موخر الذکر نسخے کے ۱۲۲ اوراق ہیں۔ استاد محترم جناب ڈاکٹر عبدالشکور احسن، مفتاح الفضلاء کی بابت لکھتے ہیں۔

''محمد بن داؤد بن محمود شادی آبادی نے مرکزِ سلطنت سے دور مالوہ میں محمود خلجی کے زیر سرپرستی ۸۷۳ھ/۱۴۶۹ء میں لکھی۔'' (تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان وہند، جلد ۳، ص ۳۹۲)

مگر برٹش لائبریری والے نسخے کے مقدمہ ءفرہنگ سے ایسی کوئی بات مترشح نہیں ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر اس فرہنگ کا کوئی دوسرا نسخہ ہو جس میں اس قسم کی روایت یا صراحت موجود ہو۔

بہر کیف ''تاریخ فرشتہ'' میں سلطان محمود خلجی کے بارے میں لکھا ہے:۔ کہ

''وہ ۸۳۹ھ میں چونتیس سال کی عمر میں سلاطین غوری کی حکومت کے اختتام پر مالوہ کا حکمران بنا وہ اہل علم وفضل کا قدردان تھا اور علماء وفضلاء کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ ایک طویل عرصہ حکومت کرنے کے بعد ۸۷۳ھ/۱۴۶۹ء میں انتقال کر گیا۔'' (تاریخ فرشتہ، جلد دوم، ص ۶۹۵ تا ۷۳۰)

''مفتاح الفضلاء'' کے منابع میں درج ذیل کتب مسطور ہیں۔

۱۔ فرہنگ نامہ فخر قواس ۲۔ رسالۃ النصیر ۳۔ مفتاح الفضائل ۴۔ سلالۃ الفضائل ۵۔ دستور الافاضل ۶۔ لسان الشعرا۔

مولف نے خاقانی اور انوری کے کلام کی شروح بھی قلم بند کی ہیں اور شرح قصائد انوری کے دیباچے میں اپنا تعارف ناصر الدین خلجی (۸۰۶/۹۰۶ تا ۸۱۶/۱۵۰۰) کے ندیم کی حیثیت سے کرایا ہے۔
(فرہنگ نویسی فارسی در ہندو پاکستان، ص ۶۱)

زیر بحث فرہنگ کے بارے میں یہ صراحت ضروری ہے کہ اس کا کوئی نسخہ برعظیم کے کسی کتب خانے میں موجود نہیں ہے اور مزید برآں مذکورہ فرہنگ کبھی زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اس کا ایک نسخہ برٹش لائبریری لندن میں اور دوسرا مجلس شورای ملی تہران کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

راقم الحروف نے یہ دونوں نسخے حاصل کیے۔ ان میں شامل تمام اہم اردو الفاظ کو جمع کیا اور ان کے معانی و مطالب کی تصریح و توضیح کے لیے متداول و مروج اردو فرہنگوں یا فنی کتب سے مدد لی گئی ہے۔ صرف دو تین الفاظ ایسے ہیں جو کسی اردو فرہنگ سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ لہذا ان کے مفہوم کے تعین کے معاملے میں قیاس سے کام لیا گیا ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے زمرے میں حوالہ درج کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں مفتاح الفضلاء کے ضمن میں تمام حوالے برٹش لائبریری والے نسخے سے متعلق ہیں۔ علاوہ برایں اکثر و بیش تر الفاظ کی وضاحت کے باب میں دیگر قدیم فارسی فرہنگوں سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اس طرح فرہنگوں کے باہمی مقابلے سے الفاظ کی املائی شکلوں کے تعین میں آسانی ہو جاتی ہے۔

اردو زبان کے قدیم نمونوں کے سلسلے میں سب سے پیشتر صوفیائے کرام کے کچھ اقوال نظر آتے ہیں جو ان پاکیزہ نفس ہستیوں کے تذکروں اور ملفوظات وغیرہ میں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد اردو زبان، جسے اس زمانے میں ہندی یا ہندوی کہا جاتا تھا کے الفاظ کا ایک عظیم ذخیرہ، جو سینکڑوں الفاظ پر مشتمل ہے ان قدیم فارسی فرہنگوں میں موجود و مصؤن ہے۔ لہذا ان الفاظ کی لسانی اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن یہ الفاظ تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی نقطہ نظر سے بھی قابل اعتنا ہیں۔ ان میں سے اکثر الفاظ ایسے ہیں جو من و عن آج اردو زبان کا حصہ ہیں، کچھ الفاظ میں معمولی اور بعض میں کچھ زیادہ صوتی و املائی تفاوت ہے یہ امر بھی محتاجِ بیان نہیں کہ ان الفاظ کا تعلق اس وقت کی عام بول چال کی زبان سے ہے۔ اس زمانے میں عموماً لغات عام بول چال کے الفاظ شامل نہیں کیے جاتے تھے۔ اسی ضمن میں ڈاکٹر نذیر احمد رقم طراز ہیں کہ "ان الفاظ پر ساڑھے پانچ سو سال سے زیادہ کی طویل مدت گزر چکی ہے۔ اس لیے لسانی اہمیت سے قطع نظر یہ ہمارے لیے قیمتی تاریخی سرمائے کا کام دے سکتے ہیں۔" (سہ ماہی "اردو کراچی اکتوبر ۱۹۶۷ء ص ۴۷)

اس زمرے میں پروفیسر محمود شیرانی لکھتے ہیں:۔

> "یہ لغت نگار اور ان کے اکثر متبعین اپنی فرہنگوں میں فارسی الفاظ کی تشریح کے وقت بعض اوقات ان کے ہندی مرادفات بھی بیان کر دیا کرتے ہیں۔ ایسے الفاظ کا ذخیرہ کم و بیش ہر فرہنگ میں موجود ہے۔ اگرچہ یہ مصنف ہندوستان کے مختلف صوبوں سے علاقہ رکھتے ہیں، جہاں مختلف بولیاں اور بھاکائیں مروج ہیں، کوئی بنگالے کا باشندہ ہے، کوئی مالوے کا، کوئی دہلی کا ہے تو کوئی کڑے کا، اور

ان میں سے ہر ایک مصنف کا اپنے اپنے وطن کی زبان سے واقف ہونا بھی لازمی ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ ہندی (اردو) کے الفاظ لکھتے وقت وہ مقامی زبانوں سے قطع نظر کر کے صرف اس خاص زبان کے الفاظ درج کرتے ہیں جو کم از کم ہندوستان کے مسلمانوں میں عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی تھیں ۔یہی وجہ ہے کہ یہ ذخیرہ الفاظ ان کتابوں میں عام ہے۔......ان فارسی فرہنگوں میں ہندی (اردو) الفاظ کی ترویج کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ ایسے مشکل اور مبہم الفاظ کی تفہیم جن کے لئے بہ حالتِ دیگر ایک لمبے اور وقت طلب بیان کی ضرورت محسوس ہوتی ،مختصر اور آسان طریقے پر کردی جائے۔اس کے لیے ایسی زبان کی ضرورت تھی جو مسلمانوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہو۔'' (مقالات شیرانی جلد ا،ص ۲۰۳)

اب سطور ذیل میں ''مفتاح الفضلاء''میں مستعمل اہم اردو الفاظ کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

آسیب: آسیب بیاء پارسی پرتو کہ عرب آنرا صدمہ خوانند واہل ہند دھکہ گویند (ص ۸االف)

یہ اردو مترادف ادات الفضلاء (ص ۳االف)،شرفنامہ منیری (جلد اول،ص ۳۰) اور فرہنگ ابراہیم شاہی (ص ۳) میں آیا ہے۔

دھکہ کو آج کل دھکا لکھتے ہیں اس کے معنی ہیں دھکیلنے کی حرکت،ٹکراؤ جو ہلادے،صدمہ،چوٹ (اردو لغت، جلد ۷،ص ۸۱۵)

انبر: کلبتین کہ بہ ہندوی آنرا سنداسی گویند (ص ۱۷الف)

انبر مع سنداسی کئی فارسی فرہنگوں مثلاً ادات الفضلاء (ص ۸ب) زفان گویا جلد اول (ص ۱۹) اور شرفنامہ منیری جلد اول (ص ۵۶) وغیرہ میں موجود ہے۔

سنداسی: دراصل سنڈاسی ہے نسیم اللغات میں ہے گرم لوہا پکڑنے کے آلے کو سنڈاسی کہتے ہیں۔ (ص ۱۴۷)

ایمد: آن آہن کہ بداں مزارعاں زمین زراعت پارہ کنند وہندوی آن را پھال گویند (ص ۱۷ب)

ایمد مع اردو مترادف پھالی (لسان الشعراء ص ۶۵) زنجیر مع پھالہ لسان الشعرا (ص ۱۹۵)

ایمد مع پھال زفان گویا (جلد اول ص ۱۴) آہن جفت مع پھالہ شرفنامہ منیری (جلد اول ص ۳۵) میں ہے۔

اس اردو مترادف میں کچھ تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔نوراللغات میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ لوہے کا نوکدار آلہ جو زمین کھودنے کے واسطے ہل میں لگاتے ہیں۔اسے پھالی بھی کہتے ہیں علمی اردو لغت میں ہے۔پھال/پھالا۔زمین کھودنے کا آلہ جو ہل میں لگایا جاتا ہے۔

انباغ: چون دوزن درحبالہ یک مرد باشند ہر یکی ازان زن مرد را انباغ بود واہل ہند آنرا سوکن گویند (ص۲۱ب)

انباغ کا لفظ اپنے مترادف میں سوکن سمیت فرہنگ لسان الشعرا (ص۳۳۲) ادات الفضلاء (ص۱۱۹الف)

فرہنگ زفان گویا (جلداول ص۲۵) شرفنامہ منیری (جلداول ص۶۸) میں بھی وارد ہوا ہے۔ آخر الذکر میں سوکن اور سوتن دونوں لفظ مرقوم ہیں۔ علمی اردو لغت میں ہے کہ ایک خاوند کی دو یا زیادہ بیویاں ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی سوتن یا سوکن کہلاتی ہیں۔ (علمی اردو لغت، ص۹۲۶)

آتشک: نیز زحمتی است کہ کودکان را بر روی دمیدگی پیدا آرد واہل ہند آن را اکپن گویند (ص۲۲ب)

آتشک ہم معنی مقامی لفظ اکپن کی معیت میں صرف مفتاح الفضلاء میں مندرج ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ لفظ درحقیقت اگن ہے جو تصحیف کے باعث اگپن بن گیا۔ جامع اللغات میں ہے۔

اگن بمعنی آتشک (جامع اللغات، جلداول، ص۲۰۴)

اردو لغت میں لکھا ہے۔

اگن بہ معنی سوزش (اردو لغت، جلداول، ص۶۹۰)

مگر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ اگپن یا آگپن ہو یعنی اَگ یا آگ کے بعد پن بطور لاحقہ لگا کر یہ لفظ بنایا گیا ہو جس طرح کہ اردو میں اس قسم کے متعدد الفاظ مستعمل ہیں۔ مثلاً وارث سرہندی لکھتے ہیں ''پن لاحقہ جو کسی صفت کے بعد آ کر اسے اسم کیفیت یا حاصل مصدر بنا دیتا ہے مثلاً بچپن، لڑکپن وغیرہ۔ (علمی اردو لغت، ص۳۷۱)

ارزن: نام غلہ ایست............ اہل ہند چینہ گویند (۲۷الف)

رزن اپنے اردو مترادف چینہ کے ساتھ ادات الفضلاء (ص۶الف) زفان گویا (جلداول ص۳۳) شرفنامہ منیری (جلداول ص۹۵) میں بھی درج ہے چینہ کے بارے میں خزائن الادویہ میں ہے۔

کنگنی کی قسم کا غلہ ہے، کاشت موسم برسات میں ہوتی ہے۔ اس کو میٹھے چاولوں کی طرح پکایا جاتا ہے۔ ہندو روزے کے دن اس کا پھلاہار کرتے ہیں۔ (حصہ اول، ص۶۳۹)

آسمانہ: سقف خانہ کہ اہل ہند آن را چھات گویند (ص۳۴الف)

چھات کا لفظ ادات الفضلاء (ص۳الف) اور شرفنامہ منیری (جلد اول، ص۳۰) وغیرہ میں بھی

مرقوم ہے۔آج کل چھات کے بجائے چھت کہتے ہیں ۔(فرہنگ آصفیہ، جلد۲،ص۱۳۸)۔
چھات قدیم املائی صورت ہے(اردو لغت، جلد۷،ص۸۱۵)

انبیرہ: آن کاہ کہ بوقت پوشش بر بام اندازند تا بالائے آن گل اندازند و درمیان دیوار دارند تا مستحکم گردد و اہل ہند آنرا دابہ خوانند(ص۳۵ب)۔

انبیرہ مع اردو مترادف دابہ ادات الفضلاء(۱۱۶الف)اور تحفۃ السعادت (ص۲۱)وغیرہ میں بھی مسطور ہے۔

دابہ دراصل دابھ ہے جسے پنجابی میں دبھ کہتے ہیں۔دابھ سے متعلق جامع اللغات میں ہے۔ ایک گھاس (جلد اول ص ۹۷۷)۔دبھ کے معنی ''وڈی پنجابی لغت'' میں حسب ذیل الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔''اک قسم دا گھاہ جیہدے نسار دیاں بوہکراں بندیاں نیں (جلد۲،ص۱۳۱۹)۔ یعنی ایک قسم کی گھاس جس کی تیلیوں سے جھاڑو بنائے جاتے ہیں۔اس سلسلے میں پنجابی کی ضرب المثل بھی ہے ''بڈھیاں ڈھگیاں دی واہی، اَگّے دبھ تے پچھے کاہی'' (اردوئے قدیم دکن اور پنجاب میں ص۸)۔

یعنی جس زمین پر بوڑھے بیلوں سے سے ہل چلایا جائے اس زمین میں دابھ اور گھاس کے سوا کچھ نہیں اُگتا۔

بساک: تاجی از گل ہا بافند و آن را ہندوی سہرہ گویند(ص۴۶ب)

بساک اردو متبادل لفظ سہرہ کی معیت میں لسان الشعرا(ص۱۰۰)اور زفان گویا (جلد اول ص۶۲) میں، مزید برآں، سہرہ اور مور کے ہمراہ ادات الفضلاء (ص۱۱۶الف) نیز موید الفضلاء (جلد اول، ص۱۵۱) میں بھی شامل ہے۔

سہرہ کے معنی کی وضاحت اردو لغت میں بہ الفاظ ذیل ملتی ہے۔

''موتیوں یا پھولوں کی لڑیاں، مقیس یا چاندی سونے کے تاروں کے ساتھ جو بیاہ کے وقت دولہا دلہن کے سر پر باندھ کر منہ کی طرف چھوڑ دیتے ہیں۔جن سے چہرہ ڈھک جاتا ہے۔

(اردو لغت، جلد۱۲،ص۲۵۳)

بساک کی توضیح میں صاحب مدار الافاضل رقم طراز ہیں ''تاجی از گل ہا سازند، ہند سہرہ گویند'' (جلد اول ص۲۲۱) یعنی پھولوں کا ایک تاج بناتے ہیں جسے سہرہ کہتے ہیں۔

مور کی صراحت کے ضمن میں اردو لغت میں تحریر ہے۔''مور: ایک قسم کا تاج ہے جسے دولہا کے سر پر

رکھ کراوپر سہرا باندھتے ہیں۔(جلد۱۹،ص۱۰۲)

بشنگ: سوراخ کن نجار کہ چوب رابداں سوراخ کنند واہل ہند آنرا نہارنی گویند (ص۴۷الف)

بشنگ ہمراہ اردو مترادف نہانی (ادات الفضلاء(ص۱۶الف)،شرفنامہ جلد اول (ص۱۷۸) اور بحرالفضائل (ص۲۱) میں بھی موجود ہے نہانی کے بارے میں فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں میں لکھا ہے۔

نہانی: لکڑی میں چول کا ڈول بنانے کا پٹاسی کی قسم کا اوزار جو موٹا اور سکڑے منہ کا ہوتا ہے اور جس سے چول کی ابتدائی اور معمولی چھدائی کا کام کیا جاتا ہے، بعض کاریگر نہانی کہتے ہیں جو لفظ نہرنی کا بگاڑ ہے۔(فرہنگ اصطلاحات، پیشہ وراں، جلد اول،ص۳۹)

بہمن: ونام گیاہی کہ آنرا ہندوی اسگند خوانند (مفتاح الفضلاء،ص۴۹)

بہمن مع اردو مترادف اسگندہ ادات الفضلاء (ص۱۹ب) زفان گویا (جلد اول ص۶۸) اور شرفنامہ منیری (جلد اول،ص۱۹۶، ۱۹۷) میں ورود پذیر ہوا ہے۔

مخزن المفردات میں ہے۔

''اسگندہ ایک بوٹی ہے جو آدھے گز سے ایک گز تک بلند ہوتی ہے۔اس کے پتے بانسہ کے پتوں کے مشابہ لیکن اس سے چھوٹے ہوتے ہیں۔اس کا پھل گول اور کاکنج کے مشابہ ایک باریک پردہ میں محفوظ ہوتا ہے جو کہ پختہ ہو کر زرد ہو جاتا ہے اس کی جڑ باریک اور اندر باہر سے سفید مائل بہ زردی ہوتی ہے۔زیادہ تر اس کی جڑ مستعمل ہے تازہ پتے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔یہ پاکستان میں ہر مقام پر کم وبیش پیدا ہوتی ہے۔(ص۹۱)

بادجن: لعبتان کہ دختران از جامہ سازند و بدان بازی کنند وہندوی آنرا گڈی خوانند (ص۵۱ب)

لہفت مع اردو متبادل گڈی ادات الفضلاء (ص۸۵ب)،شرفنامہ منیری (جلد دوم،ص۹۴۱) اور موید الفضلاء (جلد دوم،ص۱۵۸) میں مسطور ہے لیکن یہی اردو مترادف مفتاح الفضلاء میں بادجن کی معیت میں آیا ہے (ص۵۱ب) گڈی کے معنی علمی اردو لغت میں بہ الفاظ ذیل لکھے گئے ہیں۔

گڈی (اسم مونث) بمعنی گڑیا (ص۱۲۱۷) علم لسانیات کی رو سے گڈی کے ''ڈ'' کو ''ڑ'' میں بدل کر گڑیا بنایا گیا ہے۔(تشریحی لسانیات،ص۱۰۲)

باشرہ: شگوفہ کہ بہ ہندوی آنرا کونپلی گویند

ادات الفضلاء میں بابوبہ کے ساتھ کونپلی (ص۱۱۲الف) زفان گویا میں بابونہ کے ہمراہ کونپلہ (جلد

اول،ص ۲۷۳)اور شگوفہ کی معیت میں کونپلی (زفان گویا جلد اول،ص ۲۳۷)اور موید الفضلاء میں مترادف لفظ کونپل (جلد اول ص ۵۴۸) سپرد قلم ہوا ہے۔

کونپلی اور کونپلہ قدیم الاملاء ہیں آج کل اسے کونپل لکھتے ہیں۔فرہنگ تلفظ میں ہے: کونپل: بیج یا شاخ پر پھوٹنے والی پتی،کلی (ص ۷۷۶)

پیل گوش: نام داروئیست خوش بوی کہ آن را بزبان ہند نکھ گویند (ص ۶۴)

پیل گوش اپنے اردو معادل لفظ نگا کے ساتھ شرفنامہ منیری جلد اول،ص ۲۰۸ اور نکھنہ کے ہمراہ موید الفضلاء،جلد اول (ص ۲۰۸) میں زیر بحث آیا ہے۔

نگا اور نکھنہ دراصل غلط فہمی کا نتیجہ ہیں یہ الفاظ نکھ یا نکھا کی تبدیل شدہ یا تصحیف زدہ صورتیں ہیں۔ لاثانی لغات الادویہ میں مرقوم ہے۔

نکھ کو عربی میں اظفار الطیب،فارسی میں ناخن پریاں،ناخن خرس،ناخن صدف وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ ناخن کی شکل کا سخت صدفی جسم ہوتا ہے۔پاکستان و ہند کے سمندروں کے کنارے پایا جاتا ہے اور نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔(لاثانی لغات الادویہ،حصہ دوم،ص ۲۷۲)

تربد: نام داروئیست کہ برای اسہال شکم خورند و بہ ہندوی آن را نسوت خوانند (ص ۷۷)

تربد مع اردو ہم معنی لفظ نسوت شرفنامہ منیری (جلد اول،ص ۲۷۸) اور موید الفضلاء (جلد یکم ،ص ۲۴۰) میں موجود ہے۔

نسوت کے بارے میں خزائن الادویہ میں لکھا ہے۔

''ایک پیڑ کی جڑ ہے،پیڑ ساق دار ہوتا ہے پتے نوکیلے اور اطراف سے باریک ہوتے ہیں۔اس کا پھول صبح کو سفید،دوپہر کو نیلا اور رات کے وقت سرخ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔پھل اندر جو کی طرح ہوتا ہے۔سفید نسوت ہلکا مسہل ہے،کالی نسوت تیز مسہل ہے۔اسہال کے لئے اس کی جڑ مستعمل ہے۔(خزائن الادویہ،حصہ اول،ص ۱۳۱۴)

جواز: آنچہ در آن غلہ کو بندو آن سنگ و چوب بود و ہندوی آنرا اوکھلی گویند (مفتاح الفضلاء،ص ۸۸ ب)

جواز اپنے ہم معنی لفظ اوکھلی کے ساتھ اداات الفضلاء (ص ۲۷ ب) کے علاوہ مجمل العجم (ص ۶۳) میں بھی وارد ہوا ہے۔صاحب فرہنگ آصفیہ اوکھلی کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

اوکھلی (اسم مونث) پتھر یا کاٹھ کی کھدی ہوئی کونڈی جس میں غلہ وغیرہ موسل سے کوٹتے ہیں ہاون (جلد اول،ص ۳۱۱) اوکھلی لکڑی یا پتھر کا دھان وغیرہ کوٹنے کا ظرف (فرہنگ تلفظ،ص ۱۰۳)

جزبک: لغز کہ اہل ہند آن را پہیلی گویند (ص ۹۷ الف)
اردو لفظ پہیلی فارسی لفظ بردک کے معادل کی حیثیت سے ادات الفضلاء (ص ۱۳ اب) شرفنامہ منیری (جلد اول، ص ۱۷۲) اور تحفۃ السعادت (ص ۴۳) میں آیا ہے۔
پہیلی: بجھول، چیستان، معمہ (ص ۲۶۳)
چغوک: پرندہ است کہ عرب آنرا قبرہ گویند و اہل ہند مترہ خوانند (ص ۹۷ الف)
چغوک مترہ کی معیت میں ادات الفضلاء (ص ۲۶ الف) اور زفان گویا (جلد اول، ص ۱۳۲) وغیرہ میں مرقوم ہے۔ لیکن اردو مترادف مترہ محل نظر ہے یہ لفظ اردو میں کسی پرندے کا نام نہیں ہے۔
چغوک کے معنی فیروز اللغات فارسی میں چڑیا لکھے گئے ہیں (حصہ اول، ص ۳۴۴) اسی طرح عربی مترادف قبرہ کے معنی عربی لغت میں چنڈول تحریر ہوئے ہیں (القاموس الوحید ۱۲۶۸) فرہنگ کارواں میں چنڈول ایک خوش آواز چڑیا کو قرار دیا گیا ہے (ص ۲۸۸) لیکن چنڈول ایک ایسا پرندہ ہے جو چڑیا سے بڑا ہوتا ہے اور اس کی آواز سریلی ہوتی ہے۔ چڑہ یا چڑیا ایک عام پرندہ ہے جو عموماً گھروں میں یا گھروں سے قریب گھونسلہ بنا کر رہتا ہے۔ قدیم فارسی فرہنگوں میں چغوک کا مترادف مترہ لکھا گیا ہے لیکن مترہ کاتبوں کی غلطی یا تصحیف کا نتیجہ ہے۔ یہ لفظ دراصل چڑہ ہے جسے آجکل چڑا لکھا جاتا ہے مدار الافاضل میں بھی چغوک کا اردو مترادف چڑہ ہی مسطور ہے (مدار الافاضل، جلد ۲، ص ۵۸)
غیاث اللغات میں بھی برہان کے حوالے سے چغوک بمعنی کنجشک یعنی چڑیا لکھے گئے ہیں (ص ۱۳۵)
علامہ نجم الغنی نے بھی چغوک کے معنی چڑیا لکھے ہیں۔ (خزائن الادویہ، حصہ دوم، ص ۱۰۳)
اسی طرح لغات کشوری میں چغوک کا مترادف چڑیا بتایا گیا ہے (لغاتِ کشوری، ص ۱۲۳)
خربیواز: پرندہ ایست بی پر کہ اہل ہند آنرا گادل خوانند۔ (ص ۱۰۵)
خربوز اور خربیوز کے ساتھ گادل (ادات الفضلاء ص ۲۸ الف) خربوز و خربیواز کے ہمراہ گادر (شرفنامہ منیری جلد اول، ص ۳۹۰) اور خربوز اور خربتواز مع کا در اور چمگادر (موید الفضلاء ص ۳۵۸) وغیرہ میں مندرج ہے۔
اس جان دار کے بارے میں اردو لغت میں ہے کہ:۔
جھلی دار پروں والا ایک پرند جسے دن میں کم نظر آتا ہے، کھنڈروں یا غاروں یا مکانوں کی چھتوں

میں الٹا لٹکا رہتا ہے اس کی مادہ اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے اس کے لمبے لمبے بازوؤں، پنجوں، پروں اور دم پر جھلی کی ایک چادر سی منڈی ہوتی ہے جس کے سہارے یہ اڑتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد غذا کی تلاش میں نکلتا ہے۔ کیڑے مکوڑے اس کی مرغوب غذا ہیں (اردو لغت، جلد ہفتم، ص ۵۸۲)

گادل اور گادر میں کوئی فرق نہیں علم لسانیات کی رو سے گادل کا، ل، ر میں بدل کر گادر ہو گیا مذکورہ جانور کو آج کل چمگادڑ کہتے ہیں۔ علمی اردو لغت میں ہے۔

چمگادڑ/چمکیدڑ/چمگدڑ: ایک پرندہ جو چوہے کی شکل کا ہوتا ہے۔ اکثر درختوں اور چھتوں میں لٹکا رہتا ہے۔ رات کو اڑتا ہے۔

خرزہرہ: درختی است کہ ہندوی آنرا کنیر گویند (ص ۱۱۲ ب)

خرزہ مع اردو مترادف کنیر فرہنگ قواس (ص ۴۷) خرزہرہ ہمراہ کنیر لسان الشعراء (ص ۱۶۸) اور ادات الفضلاء (ص ۱۳۱ الف) وغیرہ میں مرقوم ہے۔

کنیر کی بابت لغات الادویہ میں ہے:۔

اسے عربی میں دفلی اور سم الحمار فارسی میں خرزہرہ، خرزہ، خون زہرہ اور اردو میں کنیر کہتے ہیں۔ کنیر کا درخت دو گز سے چار گز تک بلند ہوتا ہے اس کے پتے بانس کے پتوں کی طرح لمبے لیکن موٹے ہوتے ہیں۔ پھول کی رنگت کے لحاظ سے سفید، سرخ، پیلا اور کالا چار قسم کا ہوتا ہے۔ لال اور پیلے پھول والا کنیر عام جگہ ملتا ہے۔ اس کا پھل عجیب بے ڈھنگا سا ہوتا ہے۔ کنیر کے پتوں، پھولوں وغیرہ میں زہر ہوتا ہے۔ (لغات الادویہ، ص ۲۱۴)

جامع اللغات میں ہے۔

کنیر ایک پودا جس کے پتے لمبے اور پھول سفید و سرخ ہوتے ہیں اس کی جڑ اور چھال زہریلی ہوتی ہے۔ پتوں کے سفوف سے پسو کھٹمل مر جاتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کنیر کا پھول کسی کے گھر ڈال دیں تو میاں بیوی میں نفاق ہو جاتا ہے۔ (جامع اللغات، جلد ۲، ص ۱۵۵۷)۔

دربند: وقلعہ کہ در سرحد ولایت نصب کنند و بہ ہندوی آنرا تھانہ گویند (ص ۱۶ ب)

تھانہ کے ضمن میں نور اللغات میں مرقوم ہے۔

تھانہ پولیس کی چوکی، کوتوالی وہ جگہ جہاں سرکاری سپاہی رہتے ہوں۔ (نور اللغات، جلد دوم، ص ۲۵۰)

صاف ظاہر ہے کہ زیر نظر اردو مترادف تھانہ کے مفہوم میں کچھ تبدیلی یا وسعت آ چکی ہے۔

دوزہ: گیاہی است کہ بہ جامہ آویزد وآنرا سکنک نیز گویند ••• وبہ ہندوی آنرا سروالہ خوانند (ص ۱۲۵)
دوزہ اپنے اردو مترادف سروالہ کے ساتھ مفتاح الفضلاء (ص ۱۲۵) تجرہ کے ہمراہ شرفنامہ منیری (جلد اول، ص ۴۵۵) اور چچڑہ کی معیت میں موید الفضلاء جلد اول (ص ۴۱۵) میں پایا جاتا ہے۔
سروالہ کے ضمن میں مدار الافاضل میں ہے۔
سروالہ بضم، گیاہی معروف کذافی المویداین لفظ بیشتر بزبان ھند جاری است ازقبیل تفریس است یاھندی واللہ اعلم (مدار الافاضل، جلد دوم، ص ۴۶۴)
ضم کے ساتھ، مشہور گھاس جیسا کہ موید میں ہے یہ لفظ زیادہ تر ہندوستان والوں کی زبان میں مستعمل ہے یہ تفریس ہے یا ہندوستانی لفظ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔
پنجابی زبان میں اسے سرالا لکھا گیا ہے (وڈی پنجابی لغت، جلد ۲، ص ۱۷۷۳)
لیکن سروالہ چیچڑہ سے مختلف ہے۔
خزائن الادویہ میں سروالہ کو ہندی یا اردو کا لفظ قرار دیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستانی روئیدگی ہے گھاس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ کانٹے سیاہ رنگ ہوتے ہیں (خزائن الادویہ، حصہ اول، ص ۸۰۷)

درخت سنبہ: زنبور سیاہ کہ چوب راسوراخ کند و پرندہ ایست زیبا کہ اہل ہند آنرا کٹھ پھوڑا گویند (ص ۱۲۷)
درخت سنبہ بشمول اردو ہم معنی لفظ کٹھوڑا ادات الفضلاء (ص ۳۳ الف) شرفنامہ (جلد اول، ص ۴۵۱) اور موید الفضلاء (جلد اول، ص ۴۱۲) میں مسطور ہے۔ نوراللغات میں کٹھ پھوڑا کے معنی حسب ذیل الفاظ میں قلم بند ہوئے ہیں۔
کٹھ پھوڑا (مذکر) ہدہد: ایک پرند کا نام جو اکثر درختوں میں اپنی چونچ سے چھید کر کے گھر بناتا ہے (نوراللغات، جلد ۴، ص ۵۹) جب کہ
اردو لغت میں کٹھ پھوڑا سے متعلق درج ذیل معانی مندرج ہیں۔

۱۔ لکڑی چیرنے والا۔ لکڑ ہارا
۲۔ ایک پرند کا نام جو اکثر درختوں میں اپنی چونچ سے چھید کر کے گھر بناتا ہے۔ ہدہد (اردو لغت، جلد ۱۴، ص ۵۰۷)

لیکن قدیم فارسی فرہنگوں میں درخت سنبہ اور اس کے اردو متبادل لفظ کٹھ پھوڑا کی بابت درج ذیل معنی بھی مرقوم ہوتے ہیں۔ ''زنبور سیاہ کہ چوب راسوراخ کند'' یعنی سیاہ رنگ کی بھڑ جو لکڑی میں

سوراخ کرتی ہے۔(مفتاح الفضلا ءص ۱۲۷)اور یہی معنی مدارالا فاضل میں بھی درج ہیں (جلد دوم، ص۲۲۳)

دمن: گوشتِ آویزاں کہ درکام است و ہندوی آنرا کاکلا گویند (ص (۱۲۸ب)

کاکلا کالفظ کسی دیگر فارسی فرہنگ میں نظر نہیں آیا۔

کاکلا کالفظ کاکل سے بنا ہے۔ کاکل کی وضاحت جدید ہندی اردو لغت میں بہ الفاظ ذیل ملتی ہے۔

کاکل گلے کا کوا، ٹیٹوا (جلداول، ص ۶۷۵)

راسو: نام خزندہ کہ دشمن مار است و ہندوی آنرا نول خوانند (ص ۱۳۸)

ادات میں راسو کا ہم معنی لفظ نول (ص ۱۶الف) جبکہ شرفنامہ (جلد اول ۴۹۳) اور موید الفضلاء (جلداول ص ۴۲۲) میں نیول ضبط تحریر میں آیا ہے۔

نول قدیم الاملا ہے جو پنجابی میں اب تک مستعمل ہے۔شرفنامہ اور موید الفضلاء مین درج نیول تقریباً جدید شکل ہے۔ اس جانور کو آج کل نیولا کہا جاتا ہے۔ (نسیم اللغات، ص ۱۲۰۹) تنویر اللغات میں لکھا ہے: نول بمعنی نیولا (تنویراللغات، ص ۸۲۶)

وڈی پنجابی لغت میں ہے۔نول بہ معنی ہنولہ ہے (ص ۲۷۵)

فرہنگ آصفیہ میں ہے۔

نیولا مرکب از نیو+لا یعنی نیو کھودنے والا (جلد۴، ص ۶۳۵)

روی: مس باقلعی آمیختہ کہ ازان طاسک وامثال آن بسازند و عرب آنرا اصفر خوانند و ہندوی بھنکھار (ص ۱۴۰)

روی اپنے اردو معادل لفظ بھنکار یا بھنکھار (قدیم الاملاء) کی معیت میں ادات الفضلاء (۶۲الف) شرفنامہ منیری (جلد ادل ص ۴۹۹) میں مرقوم ہے البتہ موید الفضلاء (جلد اول ص ۴۴۷) میں متبادل تنکار مندرج ہے۔

موید الفضلاء کا لفظ تنکار غلط فہمی کا نتیجہ ہے تنکار سے متعلق اردو لغت میں لکھا ہے۔

تنکار / تنگار بمعنی سہاگہ (اردو لغت، جلد ۵، ص ۶۳۳)

بھنکار کی وضاحت میں اردو لغت کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

بھنکار بمعنی کانسا (اردو لغت، جلد ۳، ص ۲۰۹)

کانسا کے بارے میں نوراللغات کی صراحت یہ ہے۔

کانسا: ایک دھات جو پیتل اور تانبے سے مرکب ہے۔اس کو کانسی بھی کہتے ہیں۔(نوراللغات، جلد

۱۴، ص۴۰)

اسی زمرے میں خزائن الادویہ میں ہے۔

نسی: قلعی اور پیتل یا تانبے اور جست یا تانبے اور قلعی کو ملا کر بناتے ہیں۔ (خزائن الادویہ، حصہ اول، ص۱۰۱)

زاولانہ: یک پارۂ آہنی است کہ بر گردن و پای زندانیاں کنند و آنرا بہ ہندوی بیری گویند (ص۱۵۲)

بیڑی کی وضاحت میں صاحب جامع اللغات رقم طراز ہیں۔

لوہے کی کڑی یا زنجیر جو مجرموں یا ہاتھی گھوڑے وغیرہ کے پاؤں میں باندھ دیتے ہیں تاکہ بھاگ نہ جائیں۔ (جامع اللغات، جلد اول، ص۴۶۴)

سرک: جدری کہ بتازی حصبہ گویند و بہ ہندوی سیل ص ۲۶۶)

شرک مع اردو مترادف سیل، لسان الشعراء (ص۲۳۰) زفان گویا (جلد اول ص۲۲۳ ص) موید الفضلاء (جلد دوم، ص۳) وغیرہ میں وارد ہوا ہے۔

گمان غالب ہے کہ سیل دراصل سیتلا ہے جو کاتبین کی غلطی سے سیل بن گیا۔ سِل بھی ہو سکتا ہے لیکن سِل عربی زبان کا لفظ ہے (نور اللغات، جلد۳، ص۳۴۹) اور مدار الافاضل میں سِل کو فارسی زبان کا لفظ قرار دیا گیا ہے لیکن اصل فارسی لفظ شرک حصبہ یا خسرہ کا مترادف ہے جو چیچک کی قسم کی بیماری ہے فارسی فرہنگوں میں سیل اور بودری دونوں شرک کے مترادف اور ہندی یا اردو الفاظ تحریر کیے گئے ہیں۔ لہذا سیل کا لفظ حقیقتاً سیتلا یا سیتل ہے۔ سیتلا کے زمرے میں نوادر الالفاظ میں آیا ہے۔

''سیتلا'' مرضی معروف کہ اکثر اطفال راشود، چیچک و بہ عربی جدری (نوادر الالفاظ، ص۲۹۹)

یعنی ایک مرض ہے جو اکثر بچوں کو ہوتا ہے جسے چیچک اور عربی میں جدری کہتے ہیں۔ صاحب نور اللغات رقم طراز ہیں۔

سیتلا: بالکسر یائے معروف و سکون سوم، چیچک، جرأت کا شعر ہے۔

ہوا لڑکا جو کھا جا سیتلا کا
عجب احوال ہے ماتا پتا کا

(نور اللغات، جلد سوم، ص۴۰۱)

سنلک: مشنگ و نام غلہ است کہ ہندوی کلاو خوانند (ص۱۶۵)۔

ادات الفضلاء میں سیسک مع کلاؤ (ادات الفضلاء، ص۱۷۲ الف) تحفۃ السعادت میں سنگک کے

ساتھ کلیو (ص۱۷۲) اور موید الفضلاء میں مشنگ بشمول گاؤ (جلد دوم ص۱۹۲) کے الفاظ ورود پذیر ہوئے ہیں۔

دراصل زیر نظر اردو مترادف کراؤ ہے۔ جسے کاتبوں نے مختلف شکلیں عطا کر دیں۔ لغات الادویہ میں کراؤ بمعنی بہاری مٹر قوم ہے (ص۲۸۹)

گویا کلاؤ، کلیو اور گاؤ وغیرہ کراؤ کی تصحیفی اشکال ہیں۔

خزائن الادویہ میں مٹر کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اسے سنسکرت میں گلائے کہتے ہیں۔ اس طرح یہ گلائے کی مختلف صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ (خزائن الادویہ، ص۱۲۱۲)

لیکن زیادہ قرینِ قیاس یہی ہے کہ یہ کراؤ کی بگڑی ہوئی اشکال ہیں۔

سفتہ: کسی کہ از و بجایگاہی چیز بستانند و بدیگر جای دہند یعنی ہنڈی (ص۱۷۴الف)

سفتہ مع اردو متبادل ہنڈی لسان الشعراء (ص۲۱۸) زفان گویا (جلد اول، ص۲۲۰)، شرفنامہ منیری (جلد دوم، ص۵۹۸) وغیرہ میں موجود ہے۔ ہنڈی کا لفظ من وعن اب بھی مستعمل ہے فرہنگ تلفظ میں ہے۔

ہنڈی: ایک ساہوکار کا دوسرے ساہوکار کے نام جاری کیا جانے والا رقم کی ادائیگی کا پرچہ تمسک، جدید بینک ڈرافٹ کی قدیم شکل (ص۹۷۴)۔

نوراللغات میں مرقوم ہے وہ رقعہ جو ساہوکار ایک جگہ سے دوسری جگہ روپیہ دینے کے واسطے دیتے ہیں۔ سحر کا شعر ہے۔

؎ یار کا خط نہیں آیا کوئی ہنڈی آئی
نوٹ ہے بندہ احسان کو عنایت نامہ

(نوراللغات، جلد چہارم، ص۹۹۴)

ستنبہ: دیو کہ در خواب مردم را فرو گیرد و آنرا کابوس نیز گویند و ہندوی اتھارہ گویند (ص۱۷۴)

نسناس بشمول اردو ہم معنی الفاظ اتھارہ اور اچھارہ (زفان گویا جلد اول ص۳۳۷) مجمل العجم میں نسناس مع اچھاہا (مجمل العجم ص۱۸۹) اور تحفۃ السعادت میں نسناس اچھاوہ کے ساتھ (ص۲۳۰) آیا ہے۔

اردو کی ایک قدیم فرہنگ نوادر الالفاظ میں مسطور ہے۔

اچھایا/اچھاہی: دیوے باشد کہ در خواب مردم را فرو گیرد (نوادر الالفاظ ص۱۱)

ترجمہ: ایک دیو ہوتا ہے جو سوتے میں لوگوں کو تسلط میں لے لیتا ہے اور اطباء کہتے ہیں۔ کہ یہ سودائی مادہ ہوتا ہے جس سے لوگ خواب دیکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

لیکن ایسا لگتا ہے کہ زیرِ تبصرہ اردو مترادف لفظ درحقیقت اتھارہ ہے۔ اتھارہ کا لفظ من وعن پنجابی زبان میں اب بھی زبان زد خاص و عام ہے مثلاً وڈی پنجابی لغت میں تحریر ہے۔

اتھارہ: گندہ سپنا، بھیڑی خواب (وڈی پنجابی لغت جلد اول، ص ۶۲)

پنجابی اردو ڈکشنری میں ہے

اُتھارا: بھیانک خواب۔ کابوس (جلد اول ص ۷۹)

سد پایہ: ہزار پایہ کہ ہندوی آن را کان کھجورہ گویند (ص ۱۷۵)

سد پایہ اپنے اردو متبادل لفظ کان کھجورہ / کنکھجورہ کے ساتھ (ادات الفضلاء ص ۶۵ ب) اور شرفنامہ منیری (جلد دوم ص ۵۹۶) میں بھی داخل ہے۔

کنکھجورا کی وضاحت میں صاحب نور اللغات رقم طراز ہیں۔

کنکھجورا: اسم مذکر ایک زہریلے کیڑے کا نام۔ اس کیڑے کے جسم کی مشابہت کھجور کے درخت سے ہوتی ہے اور کانوں میں گھس جاتا ہے۔ دہلی میں کھنکھجورا کہتے ہیں۔ (نور اللغات، جلد ۴، ص ۱۳۸)

شوخ: وآن پوست کہ بر دست و پای از کثرت کار ستبر و سخت شود وآن را ہندوی کڑا گویند (ص ۱۸۱)

ترجمہ: ہاتھ اور پاؤں کی ایسی جلد جو کام کی زیادتی کی وجہ سے کھردری اور سخت ہو جائے اسے اردو میں کڑا کہتے ہیں۔

کڑا کے سلسلے میں علمی اردو لغت میں تحریر ہے۔

کڑا بہ معنی سخت، کرخت۔

لیکن جس اصطلاحی اور مخصوص مفہوم کا ذکر صاحب مفتاح الفضلاء نے کیا ہے اب یہ لفظ ان معنوں میں مستعمل نہیں ہے۔ اب زیادہ تر کھردری کہا جاتا ہے۔

شلک: گلی سیاہ وام کہ پای از وتواں کشید و خلاب تیرہ کہ عرب وجل گویند و ہندوی دلدل (ص ۱۸۸)

دلدل سے متعلق فرہنگ کارواں میں مندرج ہے۔

دلدل: بہ معنی کیچڑ (فرہنگ کارواں ص ۳۴۹)

شولک: شنکوک، گردہ دوک یعنی بادریسہ دوک کہ ہندوی پھرکی گویند (ص ۱۸۹)

پھرکی، کی بابت جامع اللغات میں لکھا ہے:
پھرکی: چمڑے کا ٹکڑا جس پر تکلا پھرتا ہے۔ (جلد اول، ص ۵۷۲)

شرک: آبلہ کہ در اندام کودکان پدید آید و آنرا بزبان تازی حصبہ خوانند و ہندوی بودری گویند (ص ۱۸۹)
شرک اردو متبادل بودری کے ہمراہ موید الفضلاء میں بھی آیا ہے (جلد اول، ص ۳) بودری کی وضاحت کے زمرے میں اردو لغت میں اندراج ہے

کھسرا (خسرہ): کی قسم کا بچوں کا ایک مرض ہے، جس میں جسم پر دانے نکل آتے ہیں۔ حصبہ (اردو لغت، جلد دوم، ص ۱۳۸۵)

شاہ راہ: راہی کشادہ و فراخ و مشہور کہ اہل ہند آنرا راج پنتھ گویند (ص ۱۹۶)
الفاظ کی تشریح کی نسبت مفتاح الفضلاء میں ہے کھلا اور چوڑا راستہ جسے اردو میں راج پنتھ کہا جاتا ہے۔ اردو لغت میں منقول ہے۔

راج پنتھ: بادشاہ کی گزرگاہ، بڑی سڑک، شاہراہ (اردو لغت، جلد دہم، ص ۳۶۸)
جامع اللغات میں ہے۔

پنتھ /پنتھا: سڑک، راہ (جامع اللغات، جلد اول، ص ۵۵۰) لہذا کہا جا سکتا ہے کہ راج پنتھ بڑی سڑک یا شاہراہ کو کہتے ہیں۔

عشساک: گیاہ عشقہ کہ ہندوی آنرا اکاس بیل گویند (ص ۲۰۱)
اکاس بیل فارسی مترادف پیچہ کی معیت میں ادات الفضلاء (ص ۱۹ب) شرفنامہ منیری (جلد اول، ص ۲۶۴) اور تحفۃ السعادت (ص ۴۸) میں مرقوم ہے۔
مخزن المفردات میں ہے۔

اکاس بیل: بغیر جڑ اور پتوں کے بوٹی ہے۔ جو زرد زرد دھاگوں کی شکل میں بعض درختوں کے اوپر پھیلتی رہتی ہے اس کا مزہ تلخ ہوتا ہے۔ (مخزن المفردات، ص ۹۷)

غسک: کرمی است کہ در خوابگاہ باشد و آنرا اودس گویند (ص ۲۰۱)
غسک بشمول اردو متبادل اودس ادات الفضلاء (ص ۷۷ الف) فرہنگ زفان گویا (جلد اول ص ۲۴۳) اور شرفنامہ (جلد دوم، ص ۴۴۷) وغیرہ میں ورود پذیر ہے۔
صاحب لغات کشوری غسک کی بابت رقم طراز ہیں۔

"غسک: ایک جانور ہے چھوٹا کاٹنے والا۔ ہندی میں اس کو کھٹل کہتے ہیں لغات کشوری (ص ۲۷۹)

اودس کے بارے میں اردولغت میں مسطور ہے۔
اودس/اوڈس: کھٹمل (اردولغت، جلد یکم، ص۱۰۳۳)
غرم: میش دشتی و گویند کوہی و قیل گوسپند سواری کودکان کہ بہ ہندوی ایز کہ گویند (ص۲۰۲)
ادات الفضلاء میں غرم مع ادکہ (ص۷۷ الف) اور زفان گویا میں غرم ہمراہ ارکہ (جلد اول ،ص۲۴۴) مندرج ہے۔ جب کہ اردولغت میں ارکہ کے زمرے میں لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ کریں
ارکہ: جنگلی بھیڑ بکری یا گائے وغیرہ (اردولغت، جلداول، ص۳۷۵)
گویا اصل لفظ ارکہ ہے ادکہ اور ایز کہ میں تصحیف ہے۔
فراشتک: پرندہ ایست کہ آنرا ہندوی چمچرک گویند و عرب خطاف خوانند (ص۲۱۲)
چمچرک کی نسبت پلیٹس نے اپنی لغت میں لکھا ہے۔
چمچرک/چمچڑک/چمچڑکھ: چمگادڑ: (اردو کلاسیکی ہندی اور انگریزی لغت، ص۴۴۱)
فرفرک: پرندہ باریک پر کہ ہندوی آنرا بھنبھیری گویند (ص۲۱۴)
یعنی ایک پردار باریک پر (کیڑا) جسے اردو میں بھنبھیری کہتے ہیں
بھنبھیری کے بارے میں جامع اللغات میں ہے۔
بھنبھیرا/بھنبھیری: ایک پردار کیڑا جس کے اڑنے سے بھن بھن کی آواز نکلتی ہے۔ یہ ساون میں بہت ہوتا ہے۔
(جامع اللغات، جلداول، ص۴۳۱)
فسان: سنگی کہ بدان تیغ و کاردو جز آن تیز کنند و چرخ سادہ کہ ہندوی کھرسان گویند (ص۲۱۵)
کھرسان کے بارے میں صاحب جامع اللغات رقم طراز ہیں۔
کھڑسان: تیز کرنے کا پتھر۔ سان (جامع اللغات، جلددوم، ص۱۵۸۷)
قدیم دور میں ''ڑ'' کو بہ صورت ''ر'' ہی لکھا جاتا تھا۔
کلوخ کوب: آلتی است از چوب با دستہ گراں سر کہ بدان گچ و خشت کوبند و ہندوی آنرا دھونسا گویند (ص۲۲۰)
ترجمہ: لکڑی کا بنا ہوا ایک آلہ ہے جس میں دستہ ہوتا ہے اور بھاری بھرکم سر ہوتا ہے۔ اس سے چونا اور اینٹوں کو کوٹتے ہیں، اردو میں دھونسا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔
صاحب جامع اللغات نے دھونسا کے معانی درج ذیل الفاظ میں قلم بند کئے ہیں۔
دھونسا: بڑا نقارہ، حملہ، دھاوا وغیرہ (جلداول، ص۱۰۵۹)
قدیم دور میں جس آلہ کے لئے دھونسا کا لفظ مستعمل تھا۔ اسے آج کل دُرمٹ یا دُرمس کہتے ہیں۔

درمٹ اوردرمس کے بارے میں وارث سرہندی لکھتے ہیں۔
دُرمٹ/درمس: کنکر روڑی وغیرہ کوٹنے کا آلہ (علمی اردولغت، ۷۱۵)
لیکن اگر دھونسا کے موجودہ معانی پر غور کیا جائے تو یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ قدیم دور میں اس اوزار کو دھونسا کہا جاتا ہوگا۔

کورشت: دیمین چوب کہ بدان کودکان بازی کنند وآنرا بہ ہندوی ڈنڈا موہی خوانند (ص ۲۲۱)
کورشت کی وضاحت میں صاحب فرہنگ آنندراج لکھتے ہیں۔
کورشت: ہمان بازی طفلان کہ چالیک ودولہ خوانند (جلد پنجم، ص ۳۴۹۹)
مذکورہ فرہنگ میں چالیک کے زمرے میں اندراج ہے۔
چالیک بروزن باریک دو پارہ چوب یکی بلند تر یکی کوتاہ تر کہ اطفال بآن ہا بازی کنند.........آنرا بہ ہندی گلی وڈنڈا گویند (جلد دوم، ص ۱۴۰۶)
یعنی چالیک باریک کے وزن پر ہے اس کھیل میں لڑکے بالے دو لکڑیاں ایک بڑی اور ایک چھوٹی استعمال کرتے ہیں۔ اس کھیل کو اردو میں گلی ڈنڈا کہتے ہیں۔

کولانج: بواو پارسی حلوائیست کہ اہل ہند آنرا لاپر ولابر ولابرن نیز گویند (ص ۲۲۲)
کولانج اپنے اردو متبادل لابر کے ساتھ (ادات الفضلاء، ص ۸۳ الف) شرفنامہ (جلد دوم، ص ۸۲۹) اور موید الفضلاء (جلد دوم، ص ۹۶) میں بھی وارد ہے۔ کسی اردو فرہنگ میں لابر کا لفظ حلوہ کے معنوں میں نظر نہیں پڑا۔ البتہ خزائن الادویہ میں مسطور ہے۔
لابرلا: بروزن پابرجا ایک قسم کا حلوہ ہے اس کو کلاج بھی کہتے ہیں (خزائن الادویہ، حصہ دوم، ص ۲۸۲)
لیکن فرہنگ آنندراج میں لابرلا کو فارسی لفظ قرار دیا گیا ہے چناں چہ مذکورہ فرہنگ میں درج ہے۔
لابرلا بروزن پابرجا بہ معنی توبرتو وتہ برتہ ونام نوعی از حلوا است کہ آنرا کلاج گویند۔
(جلد پنجم، ص ۳۶۵۴)
گمان غالب ہے کہ لابرلا کو اہل ہند نے اختصاری شکل میں لابر یا لاپر کہنا شروع کردیا ہوگا۔ بہرحال اب یہ لفظ اردو میں متروک ہے۔

کفچلیزک: خزندہ است بادم سرخ کہ ہندوی بلبھنی گوید (ص ۲۲۵)
کفچلیزک اپنے اردو متبادل بھنی کی معیت میں ادات الفضلاء (ص ۸۲ الف)، شرفنامہ منیری

(جلد دوم، ص ۸۵۰) اور موید الفضلاء (جلد دوم، ص ۱۱۱) میں مذکور ہے۔ جب کہ فیروز اللغات فارسی میں کفچلیز / کفچلیزہ: مینڈک کا بچہ جو پہلے غلاف میں ہوتا ہے اور بڑا ہو کر باہر نکلتا ہے۔ مسطور ہے۔

فرہنگ آنندراج میں ہے۔

کفچلیز: جانور کی نیز گویند کہ در آب می باشد و سر و تنہ مدور و دمی باریک دارد گویند بچہ وزغ است در غلاف بعد از چند روز از غلاف برمیآید و آن را بالعربی دعموص خوانند (جلد پنجم، ص ۳۴۲۴)

نوادرالالفاظ میں باھنی / بانھنی کے تحت لکھا ہے۔

کفچلیزک ایک آبی جانور ہے جس کا سر اور جسم گول، دم باریک، سر ڈوئی (چمچہ) کی مانند اور دم ڈوئی کے دستے کی طرح ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ مینڈک بن جاتا ہے اسے عربی میں دعموص کہتے ہیں۔ دعموص سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خزندہ یا کیڑا جو سیاہ رنگ ہوتا ہے اور دیواروں میں رہتا ہے۔ (تلخیص نوادرالالفاظ، ص ۵۱)

کخ: آنچہ کودکان بداں ترسانند از صورت زشت نگاشتہ و جز آن کہ ہندوی آنرا کھو کھو گویند کخ مع اردو مترادف کھوکھر زفان گویا (جلد اول، ص ۲۴۳) میں مرقوم ہے جب کہ مفتاح الفضلاء کے ایرانی قلمی نسخے میں اردو متبادل کھوکر مسطور ہے (ص ۱۴۲)

ایسا لگتا ہے کہ کھوکھر یا کھوکر کتابت کی غلطی کا نتیجہ ہیں در اصل یہ لفظ کھوبڑ ہے۔ کھوبڑ سے متعلق اردو لغت کی تصریح نیچے درج کی جاتی ہے۔

کھوبڑ: بد قطع صورت والا، کریہہ المنظر (اردو لغت، جلد ۱۵، ص ۷۳۳)

کفتار: ددہ است کہ اہل ہند آنرا جرکھ گویند (مفتاح الفضلاء، ص ۲۲۷)

خزائن الادویہ میں جرکھ کے درج ذیل نام تحریر کئے گئے ہیں۔

جرکھ: لگڑ بگڑ ہنڈار، فارسی نام کفتار اور عربی ضبع العرجا (خزائن الادویہ، حصہ اول، ص ۵۵۴)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے

یہ ایک حیوان ہے نہایت قد آور۔ اگرچہ یہ ایک خطرناک جانور ہے لیکن انسان پر حملہ کرنے سے گریز کرتا ہے۔ دن کے وقت پناہ گاہوں اور جھاڑیوں میں چھپے رہتے ہیں۔ سرِ شام نکل کر گاؤں وغیرہ کے آس پاس چلنا شروع کر دیتے ہیں اور ہر قسم کا آخور کھا جاتے ہیں۔ گدھے کے گوشت کو بہت پسند کرتے ہیں بلکہ ہر قسم کے مویشی کو رغبت سے کھاتے ہیں اس جانور کا دھڑ زیادہ اونچا اور

پچھلے پاؤں خمدار اور بہ نسبت اگلے پاؤں کے کم زور دکھائی دیتے ہیں۔
(خزائن الادویہ، ص۵۵۴، ۵۵۵)

کاس: کاہی است باریک کہ درزمین نمناک باشد و اہل ہند آنرا کانس گویند (ص۲۲۹)
فارسی لفظ کا کل ہمراہ اردو مترادف کانس، ادات الفضلاء، (ص۸۰ب) فرہنگ زفان گویا (جلد اول، ص۲۸۱) اور شرفنامہ منیری (جلد دوم، ص۸۵۳) میں شامل ہے۔
خزائن الادویہ میں کانس کے بارے میں لکھا ہے۔
کانس اہل مارواڑ کا تلفظ ہے اہل گجرات کانسٹرو بواؤ مجہول کہتے ہیں۔ مرہٹی میں کسی اور کساڈ اور پنجابی میں کاس اور کلس نام ہے۔ ایک قسم کی گھاس ہے اور اس کی اونچائی اکثر بارہ فٹ ہوتی ہے۔ لیکن بہ اعتبار آب وہوا چھوٹی بڑی ہوجاتی ہے۔ یہ نیچی اور تر زمین میں ہوتی ہے۔ (ص۱۰۱۱)
فرہنگ تلفظ میں ہے۔
کانس: مرطوب زمین میں پیدا ہونے والا ایک پودا جس کا پھول سفید اون کے ریشوں کی طرح ہوتا ہے۔(لاطCoxbarbata)

کلاوہ: ریسمانی کہ برریسمان گرد انک پیچند وآنرا ہندوی اٹی گویند (ص۲۴۰)
کلاوہ کا کلمہ اردو متبادل اتی کی معیت میں ادات الفضلاء (ص۸۲ب) مفتاح الفضلاء (ص۲۴۳) اور شرفنامہ منیری (جلد دوم، ص۸۷۰) میں بھی آیا ہے۔
اتی دراصل اٹی ہے ٹ کو قدیم املاء میں بہ صورت ت ہی لکھتے تھے۔
اٹی کے بارے میں اردو لغت میں مرقوم ہے۔
اٹی: دھاگے کی پھرکی، کگری (اردو لغت، جلد اول، ص۱۶۱)
اٹی کو آج کل اردو میں انٹی کہتے ہیں (فرہنگ تلفظ، ص۱۲)

کلالہ: پیچ زلف کہ ہندوی آنرا مینہدی گویند (مفتاح الفضلاء، ص۲۴۰)
علمی اردو لغت میں ہے۔ مینڈی / مینڈھی، بالوں کی گندھی ہوئی لٹ (ص۱۴۷۲)

کلابہ: آلت چوبین کہ برآن ریسمان وابریشم پیچند وآنرا ھندوی پریتی گویند (ص۲۴۰)
پریتی کا لفظ آج کل اردو میں پریتی کی شکل میں ملتا ہے۔
اردو لغت میں ہے۔
پریتا: تانے کے لئے انٹی یا کگری سے لچھا بنانے کی بیلن نما چرخی (جلد۳، ص۹۵۶)

صاف ظاہر ہے کہ پریتی، پریتا کی تانیث یا تصغیر ہے۔
فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران میں مرقوم ہے۔
پریتی یا پھریتی: تانے کے لئے انٹی یا لکڑی سے لچھا بنانے کی بیلن نما چرخی (فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں، جلد۲،ص۱۰)

گلوتہ: سرپوش دختران کہ بہ ہندوی کونچی گویند (ص۲۴۲)
گلوتہ اردو معادل لفظ کوجی کے ہمراہ ادات الفضلاء (ص۸۲ب) اور کونچی کے ساتھ موید الفضلاء (جلد دوم،ص۱۵۳) میں بھی موجود ہے۔
فیروز اللغات فارسی میں گلوتہ بہ معنی ملتے ہیں۔ بہ معنی ''بچوں کی روئی والی گوشہ والی ٹوپی'' (جلد دوم،ص۳۱۲)
گلوتہ کی بابت فرہنگ آنندراج میں ہے۔
کلاہی کہ برای اطفال دوزند و گوشہای آنرا در زیر گلوی آنہا بندند کہ از سر شان نیفتد و وجہ تسمیہ آن ظاہر است (جلد پنجم،ص۳۶۱۳)
یعنی وہ ٹوپی جو بچوں کے لئے سیتے ہیں اور اس کے دو کناروں کو گلے کے نیچے باندھ دیتے ہیں تا کہ بچوں کے سر سے نہ گرے اور اس کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔ (اُردو میں اسے گن ٹوپ کہتے ہیں۔مدیر)
کوجی یا کونچی کا لفظ اردو کی مختلف فرہنگوں میں موجود ہے لیکن سرپوش دختران کے مفہوم سے معرا ہے گویا کوچی کا جو مفہوم فارسی فرہنگوں میں بیان ہوا ہے ان معنوں میں یہ لفظ اردو میں مستعمل نہیں۔لہذا کوچی کے لفظ میں غلطی موجود ہے۔
باور کیا جاسکتا ہے کہ کوچی دراصل ٹوپی کی تبدیل شدہ املائی شکل ہے۔ویسے بھی اردو کا محاورہ ٹوپی اترنا اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔
ٹوپی اترنا (محاورہ): لڑکی کا سیانا ہونا بالغ ہونا (اردو لغت، جلد۶،ص۱۴۲)

کندہ: وآلتی است از چوب، بزرگ کہ پای مجرم دراو قید کردہ بدارند و بزبان ہندوی اوراگھوپرہ گویند (ص۲۴۵)
کندہ کا اردو مترادف کھوپرہ یا گھوپرہ کسی دیگر فارسی فرہنگ میں نظر نہیں آیا اور نہ ہی یہ لفظ کسی اردو لغت میں منقول ہے۔گمان غالب یہ ہے کہ کھوپرا درحقیقت کھوپ + را ہے۔

کھوپ کے بارے میں اردو لغت میں لکھا ہے۔

کھوپ: غار: گڑھا، کونا، خلا، درز وغیرہ (جلد ۱۵، ص ۳۳۷)

اگر را کو حرف نسبت قرار دیا جائے تو کھوپرا کے معانی کا تعین ہو جاتا ہے۔ اب مزید وضاحت کے لئے مفتاح الفضلاء کی فارسی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بڑی لکڑی سے بنا آلہ جس (کے سوراخوں) میں مجرم کے پاؤں مقید رکھے جاتے ہیں۔

اگر زیرِ نظر لفظ کو گھوپرا پڑھا جائے تو پھر اسے گھوپنا یا گھونپنا سے مشتق ماننا پڑے گا۔ گھوپنا یا گھونپنا سے متعلق فرہنگ تلفظ میں ہے کسی نوکدار چیز کو کسی جسم یا سطح کے اندر پیوست کرنا (فرہنگ تلفظ، ص ۸۱۰)

گویا گھوپرہ لکڑی کا ایسا آلہ تھا جس میں مجرم کے پاؤں گھوپ یا پھانس دیئے جاتے تھے اس طرح وہ بھاگ نہیں سکتا تھا۔ جب قدامت کے باعث یہ آلہ ساقط الاستعمال ہوا تو اس کا نام بھی متروک ہو گیا۔

لابہ: عجز نمودن در کاری و فریفتن و چاپلوسی کردن کہ آنرا ہندوی ھاھرہ خوانند (ص ۲۶۲)

لیکن ھاھرہ کا لفظ اردو کی کسی فرہنگ میں موجود نہیں ہے۔ البتہ ہاہا کرنا یا ہاہا کھانا ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

نوراللغات میں لکھا ہے۔

ہاہا کرنا/ کھانا: منت سماجت کرنا، قدم کو ہاتھ لگانا۔ (نوراللغات، جلد چہارم، ص ۹۵۹)

ممکن ہے کہ قدیم زمانے میں ھاھرہ کا لفظ ان معنوں میں مستعمل ہو لیکن اب ہاہا کرنا/ کھانا ہی متداول ہے۔

ناچخ: سلاحی است زدنی مانند تبر بزرگ کہ اہل ہند آنرا پہرسی گویند (ص ۲۷۷)

پہرسی کے بارے میں لغاتِ گجری میں مسطور ہے۔

پھرسی بہ معنی تبر زین اور حاشیے میں وضاحت بہ الفاظ ذیل ملتی ہے۔

تبری است فراخ کہ بر زینش بندند و بدان کارزار کنند (لغات گجری، ص ۲۵۳)

ترجمہ: ایک چوڑے منہ کا کلہاڑا جسے زین سے باندھتے ہیں اور جنگ میں کام آتا ہے۔

نایزہ: سوراخ و آنچہ ابریق و مشربہ را باشد کہ بداں راہ آب ریزند و ہندوی آنرا نالکا گویند (ص ۲۸۸)

نا لکا پنجابی میں اب بھی زیر استعمال ہے لیکن اردو میں نا لکا کی بجائے نلکا کا لفظ مروج ہے۔
علمی اردو لغت میں ہے۔ نلکا: چھوٹا نل، پانی کا چھوٹا نل
پنجابی کی لغت میں ہے۔
نا لکا: نلکا: (وڈی پنجابی لغت، جلد۳، ص ۲۶۶۸)
نیشہ: نی میان خالی کہ شبانان در دشت نوازند واز آن آواز خوش برآید واہل ہند آنرا بانسلی گویند (ص ۲۸۹)
علمی اردو لغت میں مرقوم ہے۔
بانسلی/بانسری: مرلی، منہ سے بجانے کا ایک ساز (علمی اردو لغت، ص ۱۹۱)
نشکرده: آلتی آہنی است چرم دوزان راکہ ہندوی آنرا رانبی گویند (ص ۲۹۰)
اصطلاحات پیشہ وراں میں ہے۔
رانپی/رانبی: کھرپی، چمڑا چھیلنے اور صاف کرنے کا دھاردار چوڑے منہ کا اوزار
(فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران، جلد دوم، ص ۲۲۱)
فرہنگ تلفظ میں ہے۔
رانپی: موچیوں کا اوزار، ایک چپٹے پھل کا آلہ، جس کے سرے پر ترچھی دھار ہوتی ہے۔ جس سے چمڑا چھیلتے ہیں۔ (ص ۵۶۴)

فہرستِ اسنادِ محولہ

لغات

۱۔ آرزو، سراج الدین علی خان، ''نوادر الفاظ''، مرتبہ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، کراچی، ۱۹۹۲ء۔
۲۔ ابراہیم قوام، فاروقی، شرف نامہ منیری، بہ اہتمام ڈاکٹر حکیمہ دبیران، تہران (ایران)، ۱۳۸۵ھ،ش، جلد اول، جلد دوم۔
۳۔ اردو لغت، جلد اول تا بائیس، کراچی، ترقی اردو بورڈ۔
۴۔ اردو ہندی لغت، انجمن ترقی اردو (ہند)، دہلی، ۲۰۰۷ء۔
۵۔ اصغر، راجیش ور، راجہ، ہندی، اردو لغت، کراچی، ۱۹۹۶ء۔
۶۔ اقبال صلاح الدین، وڈی پنجابی لغت، لاہور، ۲۰۰۴ء۔
۷۔ بخاری، تنویر، سید، تنویر اللغات، لاہور، ۱۹۹۸ء۔
۸۔ بدر ابراہیم، زفان گویا، بہ اہتمام، نذیر احمد، ڈاکٹر، پٹنہ، ہند جلد اول، ۱۹۸۹، جلد دوم، ۱۹۹۷ء۔

۹۔ پال، جمیل احمد، پنجابی کلاسیکی لغت، لاہور، ۲۰۰۶ء۔
۱۰۔ تالیف عاشق، لسان الشعراء، بہ اہتمام، نذیر احمد، ڈاکٹر، نئی دہلی، (ہند) ۱۳۸۹ھ۔
۱۱۔ تنویر بخاری، سید، پنجابی اردو لغت، لاہور، سن ندارد۔
۱۲۔ حقی، شان الحق، فرہنگ تلفظ، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء۔
۱۳۔خواجہ، عبدالمجید، جامع اللغات، لاہور، ۲۰۰۳ء۔
۱۴۔ دہلوی، حاجب خیرات، دستور الافاضل، بہ اہتمام، نذیر احمد، ڈاکٹر، تہران (ایران)، ۱۳۵۲ھ، ش۔
۱۵۔ دہلوی، سید احمد، فرہنگ آصفیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء۔
۱۶۔ دہلوی، قاضی خان، بدر محمد، ادات الفضلاء، نسخہ خطی مخزونہ، نیشنل میوزیم کراچی نمبر N . M
-1967-107
۱۷۔ رام پوری، غیاث الدین، غیاث اللغات، لکھنو، ۱۲۹۶ھ۔
۱۸۔ سردار محمد خان، پنجابی اردو ڈکشنری، لاہور، ۲۰۰۹ء۔
۱۹۔ سرہندی، وارث، علمی اردو لغت، لاہور، ۱۹۷۷ء۔
۲۰۔ شاد، محمد بادشاہ، فرہنگ آنندراج، تہران، ۱۳۳۵ش۔
۲۱۔ ظفر الرحمٰن، دہلوی، فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران، مولوی مطبوعہ انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۷۵ء، تا ۱۹۸۰ء۔
۲۲۔عارف، فضل الٰہی، فرہنگ کارواں، مطبوعہ، لاہور، ۱۹۶۵ء۔
۲۳۔عبدوسی، عاصم شعیب، مجمل العجم، نسخہ خطی، مخزونہ برٹش لائبریری، لندن۔
۲۴۔فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو، لاہور، سن ندارد۔
۲۵۔فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات فارسی، لاہور، سن ندارد۔
۲۶۔فیضی سرہندی، اللہ داد، مدار الافاضل، بہ اہتمام، ڈاکٹر محمد باقر، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۳۳۷ھ، ش، جلد اول، چہارم۔
۲۷۔قواس غزنوی، فخر الدین مبارک شاہ، فرہنگ قواس، بہ اہتمام نذیر احمد، ڈاکٹر، تہران (ایران) ۱۳۹۳ھ۔
۲۸۔محمد بن اقوام الدین، بحر الفضائل فی منافع الافاضل، نسخہ خطی مخزونہ کتاب خانہ انجمن ترقی اردو، کراچی، مرقومہ، ۱۳ شوال، ۱۰۸۲ھ۔
۲۹۔ محمد بن داؤد بن محمود شادی آبادی، مفتاح الفضلاء، نسخہ خطی، مخزونہ، برٹش میوزیم لائبریری، لندن۔
۳۰۔محمد لاد، مولوی، موید الفضلاء، مطبوعہ نول کشور، کان پور، تاریخ ندارد، جلد اول، دوم۔
۳۱۔محمود بن ضیاء الدین محمد، تحفۃ السعادت، مولانا، نسخہ خطی، مخزونہ، کتاب خانہ، دانش گاہ، پنجاب نمبر، ۴۵۸۰، مرقومہ، ۱۱۰۲ھ۔
۳۲۔مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، لکھنو، ۱۹۷۸ء، مابعد جلد اول تا چہاردہم۔

۳۳۔ندوی، نجیب اشرف، لغات گجری، ممبئی (انڈیا)، ۱۹۶۲ء
۳۴۔نصیر احمد خان، جدید ہندی اردو لغت، دہلی، ۲۰۰۵ء
۳۵۔نیر، نورالحسن، مولوی، نسیم اللغات، لاہور، ۱۹۸۸ء۔

دیگر کتب

۱۔ مظفر حسین، حکیم، کتاب المفردات، اعوان، لاہور، ۱۹۶۰ء۔
۲۔ ٹھاکر دت شرما، پنڈت، لاثانی لغات الادویہ، لاہور، ۲۰۰۴ء۔
۳۔ شیرانی، محمود، حافظ، محمود شیرانی مقالات، مرتبہ مظہر محمود، جلد اول، لاہور، ۱۹۸۷ء۔
۴۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ، مترجمہ خواجہ عبدالحی، جلد دوم، لاہور، سن ندارد۔
۵۔ کبیر الدین، حکیم، لغات الادویہ، لاہور، سن ندارد۔
۶۔ کبیر الدین، حکیم، مخزن المفردات، لاہور، سن ندارد۔
۷۔ نجم الغنی، رام پوری، خزائن الادویہ، لاہور، سن ندارد۔
۸۔ نقوی، شہریار، ڈاکٹر، فرہنگ نویسی فارسی، تہران (ایران)، ۱۳۴۱ھ،ش۔

مجلّہ

☆ سہ ماہی ''اردو'' کراچی، اکتوبر ۱۹۶۷ء، جولائی ۱۹۶۷ء۔